Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 20, 2025

The Ruling on Rebellion against Muslim Rulers and Its Punishment: A Special Study of the Opinions of Classical Jurists

مسلم حکمرانوں کے خلاف خروج کا حکم اور اس کی سزا: فقہائے کرام کی آراء کا خصوصی مطالعہ

Dr. Shazia Rasheed Abbasi
Lecturer,
Federal Urdu University, Islamabad
Email: drshaziarasheedabbasi@gmail.com

Shafi Muhammad
Ph.D. Research Scholar,
Al-Hamd Islamic University, Islamabad
Email: drqadri511@gmail.com

ABSTRACT

Islam promotes a structured and peaceful social system founded upon justice, obedience, order, and mutual responsibilities. Within this framework, the relationship between the ruler and the ruled holds vital significance. In light of the Qur’an and Sunnah, Islam has outlined certain clear principles to safeguard the stability of the state, the unity of the Muslim Ummah, and the preservation of social harmony. Among these, one of the most important principles is the obedience to "Ulu al-Amr" the rightful Muslim rulers. The Prophet Muhammad (PBUH) emphasized obedience to rulers in numerous hadiths, even if the ruler is sinful or unjust, as long as he does not commit clear disbelief .These teachings indicate that social order and political stability must be prioritized under all circumstances, and that discord and rebellion must be avoided. From a jurisprudential and theological perspective, the majority of Muslim scholars have declared armed rebellion against Muslim rulers as impermissible and forbidden.

The four Imam Abu Hanifah, Malik, Shafi'i, and Ahmad ibn Hanbal along with the righteous predecessors, strongly condemned such rebellion, especially when it disrupts public order and results in bloodshed and civil war. According to them, it is more in line with Islamic wisdom and public interest to be patient with corrupt rulers, pray for their guidance, and pursue peaceful means of reform. This is because the damage caused by rebellion including loss of life, civil unrest, and embodiment of enemies is often far worse than the evil one seeks to remove. The painful consequences of rebellions during the Umayyad, Abbasid, and other Islamic periods have historically confirmed the soundness of this stance. As for the punishment for rebelling against a Muslim ruler, jurists have presented differing opinions. The slight flexibility present in the rulings regarding rebellion is not meant to undermine the legitimacy of the ruler but rather to allow room for peaceful reform in the face of oppression and injustice. If, however, a ruler openly renounces Islam, abandons prayer, publicly opposes the Qur'an and Sunnah, or seeks to annul the Shari'ah, then, according to the consensus of scholars, action may be taken against him provided that all precautions against civil strife are in place and the leadership of such action lies in the hands of qualified and knowledgeable individuals. Nonetheless, this is a highly sensitive and conditional matter that allows no room for emotionalism or ideological extremism. Rebellion against Muslim rulers is a serious issue which Islamic law has addressed with principles of patience, reform, sincere advice, and prioritization of the collective welfare. Justifying rebellion on the basis of political dissatisfaction or ideological disagreement constitutes a deviation from the foundational tenets of Shari'ah. For this reason, jurists have consistently discouraged rebellion in order to protect Muslim societies from turmoil and emphasized the importance of unity and

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

societal stability. In the present age when much of the Muslim world is already beset by political and social crises this subject demands renewed scholarly inquiry and understanding. Only through a combination of sound Islamic insight and contemporary wisdom can the Ummah be guided toward stability, peace, and cohesion.

Keywords: Islam, Ahmad ibn Hanbal, Qur’an, Imam Abu Hanifah, Malik, Shafi.

اسلام ایک منظم اور پُرامن معاشرتی نظام کی ترویج کرتا ہے جس کی بنیاد عدل، اطاعت، نظم و نسق اور باہمی ذمہ داریوں پر رکھی گئی ہے۔ اس نظام میں حکمران و رعیت کا باہمی تعلق نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ قرآن و سنت کی روشنی میں ریاست کے استحکام، امت کی وحدت اور معاشرتی امن کی حفاظت کے لیے اسلام نے بعض واضح اصول متعین کیے ہیں، جن میں سے ایک اہم اصول "اولی الامر "یعنی مسلمانوں کے حکمرانوں کی اطاعت کا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیث میں حکمرانوں کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے، چاہے وہ حکمران فاسق ہو یا ظالم، بشرطیکہ وہ صریح کفر کا ارتکاب نہ کرے۔ یہ تعلیمات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ نظمِ اجتماعی اور سیاسی استحکام کو ہر حال میں مقدم رکھا جائے، اور فتنے و فساد سے بچا جائے۔ فقہی و کلامی اعتبار سے بھی مسلم اہل علم کی ایک بڑی اکثریت نے حکمرانوں کے خلاف مسلح خروج کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ ائمہ اربعہ اور سلف صالحین میں سے اکثر علماء، مثلاً امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے ایسے خروج کی مذمت کی ہے جو نظمِ اجتماعی کو توڑ کر خونریزی اور خانہ جنگی پر منتج ہو۔ ان کے نزدیک فاجر اور ظالم حکمرانوں کے خلاف صبر کرنا، ان کے لیے دعا کرنا اور پر امن اصلاح کی کوشش کرنا ہی شرعی حکمت اور مصلحت کے تقاضوں کے مطابق ہے، کیونکہ خروج کے نتیجے میں جو نقصان، قتل و غارت، امت میں انتشار اور دشمنوں کی جراءت پیدا ہوتی ہے، وہ اصلاح کی نیت سے اٹھائے گئے قدم سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام میں خلفائے بنو امیہ، بنو عباس اور دیگر ادوار میں خروج کے تلخ نتائج نے اس موقف کو عملی طور پر سچ ثابت کیا۔ جہاں تک مسلم حکمرانوں کے خلاف خروج کرنے کی سزا کا تعلق ہے، تو فقہاء نے اس حوالے سے مختلف آراء

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

قائم کی ہیں۔ خروج کے احکام میں موجود اجمالی نرمی کا مقصد صرف ظلم وزیادتی کے خلاف پرامن اصلاحی راستے کھلے رکھنا ہے، نہ کہ حکمران کی شرعی حیثیت کو کم کرنا۔ اگر حکمران اسلام سے کھلم کھلا بغاوت کرے، نماز ترک کر دے، قرآن و سنت کی مخالفت کا اعلان کرے یا نظامِ شرع کو منسوخ کرے، تو ایسی حالت میں جمہور علماء نے اس کے خلاف اقدام کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ فتنے سے بچاؤ کی مکمل تدبیر موجود ہو اور قیادت اہل علم و بصیرت افراد کے ہاتھ میں ہو۔ تاہم یہ انتہائی نازک اور شرطوں سے مشروط معاملہ ہے جس میں جذباتیت یا فکری انحراف کی گنجائش نہیں۔ مسلم حکمرانوں کے خلاف خروج ایک سنگین مسئلہ ہے جسے شریعت نے صبر، اصلاح، نصیحت اور اجتماعی مفاد کے اصولوں کے تحت کنٹرول کیا ہے۔ سیاسی ناپسندیدگی یا فکری اختلاف کو بنیاد بنا کر خروج کا جواز پیش کرنا شرعی اصولوں سے انحراف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے مسلم معاشروں کو فتنے سے محفوظ رکھنے کے لیے خروج کی حوصلہ شکنی کی ہے اور اجتماعی وحدت و سلامتی کو مقدم رکھا ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ مسلم دنیا پہلے ہی شدید سیاسی و معاشرتی بحران کا شکار ہے، اس موضوع کی تحقیق و تفہیم نہایت ضروری ہو چکی ہے تاکہ شرعی بصیرت اور عصری حکمت کے ساتھ امت کو استحکام، امن اور وحدت کی جانب رہنمائی فراہم کی جا سکے۔

فقہائے کرام کے نزدیک مسلم حکمرانوں کے خلاف خروج کا حکم

مسلم حکمرانوں کے خلاف خروج کے مسئلہ میں فقہاء کرام نے بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا فاسق و فاجر حکمران کے خلاف خروج کے مسئلہ میں نقطہ نظر یہ ہے کہ فاسق و فاجر حکمران کے خلاف خروج نہیں کیا جائے گا۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی فاسق و فاجر حکمران کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں تھا۔ امام طحاوی جو کہ احناف کے بہت بڑے محدث تھے وہ امام صاحب اور صاحبین علیہم الرحمہ کا نقطہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَلَا نَرٰی الخُرُوجَ عَلٰی أَئِمَتِنَا وَوُلَاةِ أُمُورِنَا وَإِن جَارُوا وَلَا نَدعُوا عَلَیهِم وَلَا نَنزَعُ یَدًا مِن طَاعَتِهِم وَنَرٰی طَاعَتَهُم مِن طَاعَةِ اللهِ عَزَ وَجَلَ فَرِیضَةً مَا لَم یَأمُرُوا بِمَعصِیَةِ وَندعُوا لَهُم بِالصَلَاحِ وَالمُعَافَاةِ۔[1]

[1] طحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ، ابو جعفر، العقیدۃ الطحاویۃ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص: ۳۰

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

اور ہم اپنے مسلمان حکمرانوں اور امراء کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ظلم ہی کیوں نہ کریں۔اور ہم ایسے حکمرانوں کے خلاف بد عا بھی نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچتے ہیں اور ان کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت میں شمار کرتے ہیں کہ جس کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے جب تک کہ یہ حکمران کسی گناہ کا حکم نہ دیں اور ہم ان کی اصلاح اور معافی کی دعا کرتے ہیں۔

اس کتاب کے شروع میں علامہ طحاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

هٰذَا ذِكرُ بَيَانِ عَقِيدَةِ أَهلِ السُنَةِ وَالجَمَاعِةِ عَلٰى مَذهَبِ فُقَهَاءِ المِلَةِ أَبِى حَنِيفَةَ النُعمَانِ بنِ ثَابِتِ الكُوفِي وَأَبِى يُوسُفَ يَعقُوبَ بنِ اِبرَاهِيمَ الأَنصَارِى وَأَبِى عَبدِاللهِ مُحَمَدِ بنِ الحَسَنِ الشَيبَانِي رِضوَانَ اللهِ عَلَيهِم أَجمَعِيَن وَمَا يَعتَقِدُونَ مِن أُصُولِ الدِينِ وَيَدِينُونَ بِهِ رَبَ العٰلَمِينَ-[2]

یہ فقہائے ملت 'امام أبو حنیفہ 'امام أبو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ أجمعین کے مذہب پر اہل سنت والجماعت کے عقائد کا بیان ہے اور یہ أئمہ حضرات جن أصول دین کا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کو رب العلمین کا دین قرار دیتے تھے 'یہ (رسالہ) ان عقائد واصولوں کا بیان ہے۔

یہ عبارت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ جب تک حکمران دین اسلام پر برقرار رہے اس وقت تک اس کے خلاف مسلح جدوجہد نہیں کر سکتے۔اگرچہ وہ فاسق وفاجر ہو۔لیکن اگر وہ حالت اسلام میں ایسا کام کرنے کا حکم دے، جو دین اسلام کے قواعد کے خلاف ہو، تو پھر اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ فسق وفجور ظاہر ہونے کے باوجود اس کے خلاف خروج نہیں کیا سکتا۔زیادہ سے زیادہ اتنا کیا جاسکتا ہے کہ ان کی اصلاح کی کوشش کی جاسکتی ہے۔اور سب سے بہترین کوشش یہ ہے کہ اس کی اصلاح کے لیے اللہ تعالی سے دعا کی جائے۔اگر فاسق وفاجر حکمران کے پاس جاسکتا ہو تو اس کے پاس جا کر اس کی اصلاح کی جائے۔ہو سکتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے وہ فسق وفجور سے باز آجائے۔

عقیدہ طحاویہ کی کی شرح میں ابن ابی العز الحنفی اس عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَا لُزُومُ طَاعَتِهِم وَ اِن جَارُوافَلِأَنَهُ يَتَرَتَبُ عَلَى الخُرُوجِ مِن طَاعَتِهِم مِنَ المَفَاسِدِ أَضعَافِ مَا يَحصُلُ مِن جورِهِم بَل فِى الصَبرِ عَلٰى جَورِهِم تَكفِيرُ السَيِئَاتِ وَمُضَاعَفَةُ الأُجُورِ فَاِنَ اللهَ تَعَالٰى مَا سَلَطَ عَلَينَا اِلَا لِفَسَادِ أَعمَالِنَا وَالجَزَاءُ مِن جِنسِ العَمَلِ فَعَلَينَا الاِجتِهَادَ بِالاِستِغفَارِ وَالتَوبَةِ وَصَلَاحِ العَمَلِ-[3]

[2] طحاوی،،القعیدۃالطحاویۃ، ص:۴

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 20, 2025

اگرچہ وہ حکمران ظلم کریں'پھر بھی ان کی اطاعت لازم ہے'یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کی اطاعت سے نکل جانے میں جو فساد و بگاڑ ہے وہ اس فساد سے کئی گناہ زیادہ ہے جو ان کے ظلم کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔اور اگر امت ان کے ظلم پر صبر کرے گی تو اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کے درجات بلند ہوں گے کیونکہ اللہ تعالی نے اس ظالم حکمرانوں کو ہمارے اوپر ہمارے اعمال کے بگاڑ کی وجہ سے مسلط کیا ہے اور سزا'عمل کی جنس سے ہی ہے(یعنی امتیوں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا تو اللہ نے ان پر ظالم حکمران بطور سزا مسلط کر دیے)۔پس ہم پر لازم ہے کہ ہم توبہ واستغفار اور اصلاح عمل کی خوب کوشش کریں۔

حکمران اگرچہ ظالم ہوں پھر بھی ان کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس کے ظلم میں بگاڑ کم ہے جبکہ اس کے خلاف خروج کرنے میں بگاڑ زیادہ ہے۔لہذا ایسے حکمران کی حکمرانی میں عوام الناس کو صبر کرنا چاہیے، کیونکہ صبر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالی کی طرف سے ان کو ثواب عطا کیا جائے گا۔ظالم حکمران کے خلاف خروج کرنے کا بگاڑ اس لیے زیادہ ہے کہ خروج کرتے وقت دونوں طرف سے اسلحہ استعمال کیا جائے گا ، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ناحق مارے جائیں گے۔زیادہ بگاڑ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے خلاف مسلح خروج نہ کیا جائے۔آٹھویں صدی کے بہت بڑے عالم علامہ سعد الدین تفتازانی فاسق وفاجر حکمران کے خلاف خروج کے متعلق لکھتے ہیں:

وَلَایَنعَزِلُ الاِمَامُ بِالفِسقِ أَی بِالخُرُوجِ عَن طَاعَةِ اللهِ تَعَالٰی وَالجَورِ أَی الظُلمِ عَلٰی عِبَادِ اللهِ تَعَالٰی لِأَنَهُ قَد ظَهَرَ الفِسقُ وَانتَشَرَ الجَورُ مِنَ الأَئِمَةِ وَالأُمَرَاءِ بَعدَ الخُلَفَاءِ الرَاشِدِینَ وَالسَلَفِ قَد کَانُوا یَنقَادُونَ لَھُم وَیُقِیمُونَ الجَمعَ وَالأَعیَادَ بِاِذنِھِم وَلَایَرَونَ الخُرُوجَ عَلَیھِم۔[4]

حکمران فسق وفجور یعنی اللہ کی اطاعت سے نکل جانے اور اللہ کے بندوں پر ظلم وستم کی صورت میں معزول نہیں ہوتا کیونکہ خلفائے راشدین کے دور کے بعد حکمرانوں کا فسق وفجور اور ظلم وستم پھیل گیا تھا لیکن سلف صالحین ان کی اطاعت کرتے تھے'ان کے اذن سے ان کے ساتھ جمعہ اور عیدین کی نمازیں قائم کرتے تھے اور ان کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

---

[3]ابن ابی العز، محمد بن علاءالدین، صدرالدین، حنفی،اذرعی، حنفی،شرح العقیدۃ الطحاویۃ،المکتب الاسلامی،بیروت، ص: ۳۷۳-۳۷۴

[4]تفتازانی، مسعود بن احمد، سعدالدین،شرح العقائد النسفیۃ،مکتبہ رحمانیہ،لاہور، ص: ۱۴۴

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

فسق وفجور کی وجہ سے حکمران معزول نہیں ہو سکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ خلفاء راشدین کے دور کے بعد اکثر حکمران فاسق وفاجر اور ظالم تھے۔اس کے باوجود ائمہ دین نے ان کی اطاعت کی۔اور ان کے اذن سے نماز جمعہ اور نماز عیدین ادا کرتے رہے۔اور ان حکمرانوں کے خلاف خروج کو ناجائز سمجھتے تھے۔لہذا جب اس دور میں سلف صالحین ظالم وفاسق حکمران کی اجازت سے جمعہ وعیدین قائم کرتے تھے،ان کی اطاعت کرتے تھے اور ان کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے،اسی طرح دور حاضر میں بھی ظالم وفاسق حکمران کے خلاف خروج جائز نہیں ہو گا۔ابن ابطال نے فاسق وفاجر حکمران کے خلاف خروج نہ کرنے پر اجماع نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں:

فِي الحَدِيثِ حُجَةُ فِي تَركِ الخُرُوجِ عَلٰی السُلطَانِ وَلَوجَارَ وَقَد أَجمَعَ الفُقَهَاءُ عَلٰی وُجُوبِ طَاعَةِ السُلطَانِ المُتَغَلِبِ وَالجِهَادِ مَعَهٗ وَأَنَ طَاعَتَهٗ خَیرُ مِنَ الخُرُوجِ عَلَیهِ لِمَا فِی ذٰلِکَ مِن حُقنِ الدَمَاءِ وَتَسکِینِ الدَهمَاءِ۔[5]

اس روایت میں اس بات کی دلیل ہے کہ حکمرانوں کے خلاف خروج حرام ہے اگرچہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں۔فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بزور شمشیر غالب آنے والے حکمران کی اطاعت اور اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنا واجب ہے۔اور اس کی اطاعت اس کے خلاف خروج سے بہت بہتر ہے کیونکہ اس اطاعت کے ذریعے بہت سا خون گرنے سے بچایا جاسکتا ہے اور باہمی اختلاف کرنے والی جماعتوں کو سکون میں لایا جاسکتا ہے۔

اگر کوئی آدمی زبردستی کسی قوم کا حاکم بن جائے،تو عوام کے لیے اس حال میں بھی اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔اگر وہ جہاد کا حکم دیتا ہے تو اس کے ہمراہ جہاد کرنا بھی واجب ہو گا۔اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ اس کے خلاف خروج کی وجہ سے بہت سارا ناحق خون بہہ جائے گا۔اس لیے خروج سے بہتر ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔امام نووی نے ظالم وفاسق حکمران کے خلاف خروج نہ کرنے پر اجماع نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں:

وَأَمَا الخُرُوجُ عَلَیهِم وَقِتَالِهِم فَحَرَامُ بِاجمَاعِ المسلِمِینَ وَاِن کَانُوا فَسَقَةً ظَالِمِینَ وَقَد تَظَاهَرَت الأَحَادِیثُ عَلٰی مَا ذَکَرتُهٗ وَأَجمَعَ أَهلُ السُنَةِ أَنَهٗ لَایَنعَزِلُ السُلطَانُ بِالفِسقِ۔[6]

5 عسقلانی، فتح الباری، جلد ۱۳، ص ۷

6 نووی، یحیٰ بن شرف بن مری، محی الدین، ابوزکریا، شرح النووی، کتاب الامارۃ' باب وجوب طاعۃ الأمراء فی غیر معصیۃ، دار حیاء التراث العربی' بیروت': جلد ۱۲، ص:۲۲۹

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

اور جہاں مسلمان حکمرانوں کے خلاف خروج اور ان سے قتال کا معاملہ ہے تو وہ بالاجماع حرام ہے اگرچہ وہ حکمران فاسق وفاجر اور ظالم ہی کیوں نہ ہوں۔اس مسئلے میں وارد شدہ روایات بہت زیادہ ہیں جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔اہل سنت کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ حکمران فسق وفجور کی وجہ سے امامت سے معزول نہیں ہوتا۔

نوائے وقت اخبار میں ۳۱ علماء کرام کا ایک فتوی جاری کیا گیا جس میں اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ پاکستان میں حکمرانوں کے خلاف خروج ممنوع اور قطعی حرام ہے۔پاکستان میں نفاذ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب و فساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے اسلامی شریعت کی رو سے ممنوع اور قطعی حرام ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں اور ان کا تمام تر فائدہ اسلام اور ملک دشمن عناصر کو پہنچ رہا ہے۔[7] جن علماء کرام کے اس فتوی پر دستخط ہیں،ان کے نام درج ذیل ہیں:

مولانا مفتی منیب الرحمن ہزاروی، مولانا مفتی رفیع عثمانی، مولانا عبد المالک، مولانا عبد الرزاق سکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری، علامہ سید ریاض حسین نجفی، مولانا محمد یاسین ظر، مولانا ڈاکٹر ابوالحسن محمد شاہ، مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا تنویر احمد جلالی، مولانا محمد اسحاق ظفر، مولنا غلام مرتضی ہزاروی ، مولانا ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی، مولانا ابوالظفر غلام محمد سیالوی، مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا ڈاکٹر سید محمد نجفی، مولانا محمد افضل حیدری، مولانا سعید عبد الرزاق، مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمن، مولانا ااد سید قطب، مولانا عبد الحق ثانی، مولانا مفتی محمود الحسن محمود، مولانا پروفیسر ڈاکٹر عبد القدوس صہیب، مولانا محمد عبد القادر، مولانا حامد الحق حقانی، مولانا سیف اللہ، پروفیسر ڈاکٹر ظفر اللہ بیگ، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر حکیم، تنویر احمد علوی، مولانا محمد شریف ہزاروی، ملک مومن حسین اور مفتی رحیم اللہ۔[8]

عقیدہ طحاویہ میں امام اعظم ابو حنیفہ ،امام ابو یوسف اور امام محمد علیہم الرحمۃ کا عقیدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ فاسق وفاجر اور ظالم حکمران کے خلاف اس وقت تک خروج کرنا جائز نہیں ہے جب وہ دین اسلام پر برقرار رہیں گے، لیکن اگر وہ دین اسلام سے پھر جائیں تو پھر ان کے خلاف خروج کر کے منصب سے

[7] روزنامہ نوائے وقت،اسلام آباد،۲۹ مئی،۲۰۱۷ء
[8] روزنامہ نوائے وقت،اسلام آباد،۲۹ مئی،۲۰۱۷ء

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 20, 2025

ہٹادیا جائے گا۔ابن ابی العز نے اس کی تشریح میں یہ لکھا کہ فاسق وفاجر اور ظالم حکمران کی اطاعت کی جائے گی،اس کے خلاف خروج نہیں کیا جائے گا ،اس کی وجہ یہ ہے کہ خروج کی وجہ سے بہت سارا ناحق خون بہہ جائے گا۔ علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ نے یہ لکھا کہ ظلم اور فسق کی وجہ سے حکمران معزول نہیں ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ سلف صالحین ظالم وفاسق حکمران کی اطاعت کرتے رہے اور ان کی معیت میں جہاد کرتے رہے۔ علامہ ابن ابطال اور علامہ نووی علیہ الرحمہ نے ظالم و فاسق حکمران کے خلاف خروج کے عدم جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔ دور حاضر میں مختلف اسلامی ممالک خصوصاً پاکسان کے حکمران اگرچہ فاسق وفاجر ہیں، لیکن وہ دین اسلام پر قائم ہیں۔ کسی نہ کسی حد تک وہ دین اسلام پر عمل کرتے ہیں۔ اور پاکستان میں موجود قوانین کسی نہ کسی حد تک اسلامی قوانین ہیں۔ لہذا ان کے خلاف خروج کرنا کسی صورت جائز نہ ہوگا۔ لیکن اگر کسی وقت میں یہ حکمران اسلام کو چھوڑ کر کسی اور ملت کو اختیار کر لیتے ہیں تو ایسی صورت میں ان کو منصب سے ہٹانا ضروری ہو جائے گا۔

فقہائے کرام کے نزدیک مسلم حکمرانوں کے خلاف خروج کی سزا

فقہائے کرام علیہم الرحمہ کے خوارج کی حدود پر بحث کرتے ہوئے دو نقطہ ہائے نظر سامنے ہیں۔ کچھ ائمہ کرام نے دونوں کو اختیار کیا ہے جبکہ کچھ ائمہ کرام نے ان میں سے ایک اختیار کیا ہے۔ سب سے پہلے علامہ ابن تیمیہ کا موقف پیش کیا جارہا ہے بعد میں ان ائمہ کرام کے موقف کو پیش کیا جائے گا جنہوں نے صرف ایک نقطہ نظر کو اختیار کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

فَإِنَّ الْأُمَّةَ مُتَّفِقُونَ عَلٰى ذَمِّ الْخَوَارِجِ وَتَضْلِيلِهِمْ وَإِنَّمَا تَنَازَعُوا فِی تَكْفِيرِهِمْ عَلَى قَوْلَيْنِ مَشْهُورَيْنِ فِی مَذْهَبِ مَالِكٍ وَأَحْمَد. وَفِی مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ أَيْضًا نِزَاعٌ فِی كُفْرِهِمْ وَلِهَذَا كَانَ فِيهِمْ قَوْلَانِ : أَحَدُهُمَا : أَنَّهُمْ كُفَّارٌ كَالْمُرْتَدِّينَ، وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ، اُسْتُتِيبَ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ. وَالثَّانِی : أَنَّهُمْ بُغَاةٌ (وَلَا خِلَافَ فِي جَوَازِ قَتْلِهِمْ كَمَا ذُكِرَ مِنْ قَبْل-[9]

بے شک تمام امت محمدیہ خوارج کی مذمت کرنے اور ان کو گمراہ قرار دینے پر متفق ہے۔ البتہ ان کی تکفیر کے حوالے سے مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس پر دو قول مشہور ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ وہ مرتدین (باغیانِ دین) کی طرح کافر ہیں۔ ان میں سے جس پر قابو پا لیا جائے

[9] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، ابو العباس، حرانی، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المکۃ المکرمۃ، ج:۲۸، ص:۵۱۸

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

اسے توبہ کرنے کے لئے کہا جائے، اگر وہ توبہ کرلے تو چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ قول ثانی یہ ہے کہ وہ باغی ہیں اور ان کے قتل کے جواز میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک خوارج کی حد اور ان کی سزا کے متعلق دو طرح کی رائے ہے۔ پہلی رائے یہ ہے کہ خوارج اور مرتد کا ایک ہی حکم ہے۔ جس طرح مرتدین کو قتل کر دیا جاتا ہے اسی طرح خوارج کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔ان کی دوسری رائے یہ ہے کہ وہ اور باغی برابر ہیں۔یعنی ان کا حکم باغیوں جیسا ہے۔ جس طرح باغیوں کو قتل کیا جاتا ہے اسی طرح ان کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔

پہلا قول: خوارج کافر ہیں۔

بہت سارے ائمہ کرام نے خوارج کو کافر قرار دیا ہے۔ان ائمہ کرام میں سے کچھ کے اقوال درج ذیل ہیں۔

امام محمد بن محمد الغزالی

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ خوارج کے کفر کے قائل ہیں۔امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ ان کا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقَالَ الغَزَالِيُّ فِي الوَسِيطِ : تَبعًا لِغَيرِهِ فِي حُكمِ الخَوَارِجِ وَجهَانِ أَحَدُهُمَا : أَنَهُ كَحُكمِ أَهلِ الرِدَةِ، وَالثَانِي : أَنَهُ كَحُكمِ أَهلِ البَغيِ، وَرَجَحَ الرَافِعِيُ الأَوَلَ۔[10]

اور امام غزالی نے "الوسیط" میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اتباع میں خوارج کے حکم کے بارے میں دو صورتیں بیان کی ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا حکم مرتدین کے حکم کی طرح ہے؛ اور دوسری یہ کہ ان کا حکم باغیوں کے حکم کی طرح ہے اور رافعی نے پہلی صورت کو ترجیح دی ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ کی رائے سے پتا چل گیا کہ خوارج کے ساتھ مرتدین جیسا سلوک کیا جائے گا۔ مرتدین چونکہ بالاتفاق کافر ہوتے ہیں لہذا خوارج بھی اس رائے کے مطابق کافر ہوں گے۔

[10] عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ج: ۱۲، ص: ۲۸۵

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 20, 2025

قاضی ابو بکر بن العربی المالکی

قاضی ابو بکر بن العربی المالکی علیہ الرحمہ خوارج کے متعلق فرماتے ہیں:

وَبِذَلِکَ صَرَّحَ الْقَاضِی أَبُو بَکْر بْن الْعَرَبِیّ فِی شَرْح التِّرْمِذِیّ فَقَالَ : الصحیح أَنَّهُمْ کُفَّار لِقَوْلِهِ ﷺ : ''یَمْرُقُونَ مِنْ الْإِسْلَام'' وَلِقَوْلِهِ : ''لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْل عَاد''، وَفِی لَفْظ ''قَتْل ثَمُود''، وَکُلّ مِنْهُمَا إِنَّمَا هَلَکَ بِالْکُفْرِ، وَبِقَوْلِهِ : ''هُمْ شَرُّ الْخَلْق'' وَلَا یُوصَف بِذَلِکَ إِلَّا الْکُفَّار، وَلِقَوْلِهِ : ''إِنَّهُمْ أَبْغَضُ الْخَلْق إِلَی اللہ تَعَالَی''، وَلِحُکْمِهِمْ عَلَی کُلّ مَنْ خَالَفَ مُعْتَقَدهمْ بِالْکُفْرِ وَالتَّخْلِید فِی النَّار فَکَانُوا هُمْ أَحَقَّ بِالِاسْمِ مِنْهُمْ.[11]

اس کے بارے میں قاضی ابو بکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں تصریح کی ہے۔ آپ نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ بے شک وہ (خوارج) ارشادات نبوی کی بناء پر کافر ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''وہ دینِ اسلام سے نکل جائیں گے۔'' نیز ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں انہیں ضرور بالضرور قتل عاد کی طرح قتل کر دیتا۔'' اور ایک روایت میں ''قتلِ عاد'' کی جگہ ''قتلِ ثمود'' کے الفاظ ہیں۔ اور قومِ عاد و ثمود دونوں میں سے ہر ایک قوم کفر کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئی۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس ارشادِ گرامی ''وہ تمام مخلوق میں بد ترین لوگ ہیں'' کی وجہ سے بھی خوارج کافر ہیں کہ اِس صفت سے صرف کافروں کو موصوف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''یقیناوہ (خوارج) اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں مبغوض ترین لوگ ہیں۔'' مذکورہ بالا ارشادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ وہ اِس بناء پر بھی کافر ہیں کہ اُنہوں نے ہر اُس شخص پر کفر اور دائمی جہنمی ہونے کا حکم لگایا جس نے بھی ان کے اعتقادات کی مخالفت کی۔ لہٰذا دوسروں کی نسبت وہ خوارج خود کافر کا نام دیے جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

علامہ ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ نے احادیث طیبہ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ خوارج سارے کے سارے کافر ہیں۔ کیونکہ احادیث طیبہ میں ان کو قوم عاد یا قوم ثمود کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور قوم ثمود وعاد دونوں کفر کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔ اس واسطے خوارج بھی کافر ہیں۔

[11] عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ج:۱۲، ص:۲۹۹

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 20, 2025

امام ابن البزاز الکردری الحنفی

امام ابن البزاز الکردری الحنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

يَجِبُ إِكفَارُ الخَوَارِجِ فِي إِكفَارِهِم جَمِيعَ الأُمَةِ سِوَاهُم۔[12]

خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس لیے کہ وہ اپنے سوا تمام امت مسلمہ کو کافر کہتے ہیں۔

امام ابن البزاز حنفی کے نزدیک بھی خوارج کافر ہیں۔انہوں نے ان کے کفر پر دلیل یہ دی ہے کہ یہ لوگ اپنے سوا پوری امت محمدیہ کو کافر سمجھتے اور کہتے ہیں۔کسی مسلمان کو کافر کہنے سے بندہ خود کافر ہو جاتا ہے۔اس واسطے یہ لوگ کافر ہیں۔لہذا ان کے ساتھ کافروں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

ملا علی القاری

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ خوارج کے متعلق فرماتے ہیں:

وَيَحتَمِلُ أَن يُقَالَ لَهُم شَبَهَ بِأَهلِ الحَقِ لِغُلُوِهِم فِي تَكفِيرِ أَهلِ المَعصِيَةِ، وَلٰكِنَهُم أَهلُ البَاطِلِ لِمُخَالِفَتِهِم الإِجمَاعَ۔[13]

اوراِس اَمر کا احتمال ہے کہ گنہگاروں کی تکفیر میں غلو اور شدت کے باعث (ان کی ظاہری دین داری سے دھوکہ کھا کر) کوئی شخص انہیں اہلِ حق میں شمار کرنے لگے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اِجماعِ اُمت کی مخالفت کے سبب خوارج کا شمار اہل باطل میں ہی ہوتا ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے ان کے کفر پر دلیل یہ دی ہے کہ یہ لوگ گنگاروں کو کافر کہتے ہیں۔اس واسطے یہ کافر ہیں۔گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، اس کی وجہ سے بندہ دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

[12] ابن البزاز، محمد بن محمد بن شہاب، کردری، الفتاوی البزازیۃ علی ھامش الفتاوی العالمگیریۃ، دار المعرفۃ، بیروت، ج:٦، ص:٣١٨

[13] ملا علی، بن سلطان محمد نور الدین، قاری، حنفی، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، ج:٧، ص:١٠٧

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 20, 2025

دوسرا قول: خوارج باغی ہیں

خوارج کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ یہ لوگ باغی ہیں، لہذا ان کے ساتھ باغیوں جیسا سلوک کیا جائے گا۔ جس طرح باغیوں کو حد میں قتل کیا جاتا ہے اسی ان کو بھی حد میں قتل کیا جائے گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خوارج کو باغی اور واجب القتل سمجھتے تھے۔ اس سلسلے میں امام ابو مطیع اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مابین ہونے والا مکالمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

عَن أَبِي مُطِيعٍ، قَالَ : قُلتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ : مَا تَقُولُ فِي الخَوَارِجِ المُحكَمَةِ؟ قَالَ : هُم أَخبَثُ الخَوَارِجِ. قُلتُ لَهُ أَنُكَفِّرُهُم؟ قَالَ : لَا. وَلَكِن نُقَاتِلُهُم عَلَى مَا قَاتَلَهُم الأَئِمَةُ مِن أَهلِ الخَيرِ : عَلِي وَعُمَرُ بنُ عَبدِ العَزِيزِ. قُلتُ : فَإِنَ الخَوَارِجَ يُكَبِرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتلُونَ القُرآنَ. قَالَ : أَمَا تَذكُرُ حَدِيثَ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ حِينَ دَخَلَ مَسجِدَ دِمِشقَ، فَقَالَ لِأَبِي غَالِبِ الحَمصِي : هَؤُلَاءِ كِلَابُ أَهلِ النَارِ، هَؤُلَاءِ ِ كِلَاب أَهلِ النَارِ، وَهُم شَرُ قَتلَى تَحتَ أَدِيمِ السَمَاءِ. (ثُمَ ذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا.) قَالَ لَهُ : أَشَيءُ تَقُولُهُ بِرَأيِکَ أَم سَمِعتَهُ مِن رَسُولِ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَمَ ؟ قَالَ : إِنِي لَو لَم أَسمَعهُ مِنهُ إِلَا مَرَةَ أَو مَرَتَينِ أَو ثَلَاثَ مَرَاتِ إِلَى سَبعِ مَرَاتِ لَمَا حَدَثتُكُمُوهُ۔[14]

ابو مطیع روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام اعظم سے عرض کیا: آپ محکم (یعنی صریح اور مسلّمہ) خارجیوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام اعظم نے فرمایا: وہ بدترین لوگ ہیں۔ میں نے کہا: کیا ہم ان کی تکفیر کریں؟ فرمایا: نہیں۔ لیکن ہم ان کے ساتھ اُسی طریقے پر جنگ کریں گے جیسے ائمہ اہلِ خیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن العزیز رضی اللہ عنہ وغیر ھمانے ان کے ساتھ قتال کیا۔ میں نے کہا: خوارج تو اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور تلاوتِ قرآن بھی کرتے ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث یاد نہیں؟ جب وہ جامع دمشق میں داخل ہوئے تو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ابو غالب حمصی سے کہا: اے ابو غالب! یہ خوارج اہلِ دوزخ کے کتے

[14] أبو حنیفہ، نعمان بن ثابت، امام اعظم، الفقہ الأبسط (فی العقیدۃ وعلم الکلام من أعمال الإمام محمد زاھد الکوثری)، باب فی القدر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص: ۶۰۳، ۶۰۴

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 20, 2025

ہیں، یہ اہلِ دوزخ کے کتے ہیں، اور یہ آسمان کی نیچے بدترین مقتول ہیں۔ (پھر آپ نے طویل حدیث بیان کی۔) ابو غالب نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ یہ سب باتیں اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا آپ نے یہ ارشادات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر میں نے ان کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک، دو، تین، یا سات بار بھی سنا ہوتا تو میں تم سے بیان نہ کرتا (بلکہ میں نے بے شمار مرتبہ یہ کلمات سنے ہیں) تو تمہیں بیان کر رہا ہوں۔

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا خوارج کے بارے واضح قول یہ ہے کہ وہ باغی ہیں اور ان کو قتل کیا جائے گا۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے ان کو قتل کیا تھا۔ ان کو قتل تو کیا جائے گا لیکن ان کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

امام شمس الدین السرخسی

فقہ حنفی کے معروف امام شمس الدین السرخسی خوارج کو نہ صرف باغی قرار دیتے ہیں بلکہ مسلم ریاست کے لیے ان کے خلاف غیر مسلموں سے مدد لینے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا فتویٰ ہے کہ

وَلَا بَأسَ بِأَن يَستَعِينَ أَهلُ العَدلِ بِقَومٍ مِن أَهلِ البَغيِ وَأَهلِ الذِمَةِ عَلَى الخَوَارِجِ لِأَنَهُم يُقَاتِلُونَ لِإِعزَازِ الدِينِ۔[15]

مسلم حکومت کا خوارج کے خلاف باغیوں اور غیر مسلم شہریوں سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ وہ کلمہ حق کی سربلندی کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔

اس عبارت میں امام سرخسی نے واضح فرما دیا کہ اگر خوارج کے خلاف آپریشن کرنے میں حکومت کو غیر مسلم سے مدد لینی پڑے تو اس معاملے میں غیر مسلم سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ لیکن کسی بھی حالت میں خوارج کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

[15] سرخسی، شمس الدین، کتاب المبسوط، باب الخوارج، دار المعرفۃ، بیروت، ج: ۱۰، ص: ۱۳۴

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

امام ابن قدامہ حنبلی

خوارج کے باغی ہونے کے حکم کی تصریح امام ابن قدامہ المقدسی المغنی میں فرماتے ہیں:

الْخَوَارِجُ الَّذِينَ يُكَفِّرُونَ بِالذَّنْبِ، وَيُكَفِّرُونَ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَكَثِيرًا مِنَ الصَّحَابَةِ، وَيَسْتَحِلُّونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمْوَالَهُمْ، إلَّا مَنْ خَرَجَ مَعَهُمْ، فَظَاهِرُ قَوْلِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِنَا الْمُتَأَخِّرِينَ أَنَّهُمْ بُغَاةٌ، حُكْمُهُمْ حُكْمَ الْبُغَاةِ وَلَا خِلَافَ فِي قَتْلِهِمْ فَإِنَّهُ حُكْمٌ مَنْصُوْصٌ عَلَيْهِ بِأَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَجُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ، وَكَثِيرٍ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ۔[16]

خوارج وہ ہیں جو گناہ کی بناء پر لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر گردانتے ہیں۔ مسلمانوں کے خون اور ان کے اموال کو حلال قرار دیتے ہیں سوائے اس شخص کے جو ان کے ساتھ مل کر خروج کرتے ہوئے مسلح بغاوت کرے۔ پس ہمارے متاخرین اصحاب میں سے فقہاء کے قول کا ظاہر یہ ہے کہ خوارج باغی ہیں اور ان پر بغاوت کا حکم لگایا جائے گا۔ یہی قول امام ابو حنیفہ، امام شافعی، جمہور فقہاء اور محدثین میں کثیر لوگوں کا ہے۔

امام ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمۃ نے خوارج کو بغاۃ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو بغاۃ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ صرف ان لوگوں کو مسلمان سمجھ کر قتل نہیں کرتے جو ان کے ساتھ مل کر بغاوت کرے۔ باقی تمام کے متعلق ان کی رائے یہ ہے کہ ان کے خون اور ان کے اموال حلال ہیں۔

خلاصہ بحث

خوارج کے بارے میں ائمہ دین، فقہاء کرام اور جلیل القدر علماء کی آراء دو واضح نظریاتی دھاروں میں منقسم نظر آتی ہیں۔ ایک گروہ انہیں "مرتد" قرار دیتا ہے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں "باغی" تسلیم کرتا ہے۔ ان دونوں زاویوں کے باوجود ایک بات پر اجماع پایا جاتا ہے کہ خوارج کی سرکوبی واجب اور

[16] ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد، المقدسی، ابو محمد، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، دار الفکر، بیروت، ج:۹، ص:۴

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

ان کے ساتھ قتال مباح ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے میں خوارج مرتدین کے حکم میں آتے ہیں، چنانچہ ان کے ساتھ کفار جیسا سلوک روا رکھا جائے گا اور ان کا قتل جائز ہے۔ اسی موقف کو امام غزالی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا اور خوارج کو کافر قرار دیا۔ علامہ ابن عربی مالکی رحمہ اللہ نے خوارج کے کفر کی دلیل یہ بیان کی کہ یہ قوم عاد و ثمود کے مشابہ ہیں، جو اپنے کفر کے سبب ہلاک کیے گئے تھے، لہٰذا خوارج کی ہلاکت بھی اسی سبب سے جائز ہے۔ امام ابن البزاز حنفی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ خوارج اس لیے کافر ہیں کہ وہ اپنے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں، جو بذاتِ خود ایک کفر ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ان کی تکفیر اس بنیاد پر کی کہ یہ محض گناہ کے ارتکاب پر عام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں، جو گمراہی کے انتہائی درجے کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسری جانب کچھ فقہاء نے خوارج کو باغی گروہ شمار کیا ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ گروہ مسلمانوں کے خون و مال کو حلال سمجھتا ہے، اس لیے ان پر باغیوں کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف بھی نہایت حکیمانہ ہے: انہوں نے فرمایا کہ اگرچہ خوارج کو واضح طور پر کافر قرار دینا مشکل ہے، تاہم چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے قتال کیا، اس لیے ان کے قتل کو جائز تسلیم کیا جائے گا۔ امام سرخسی رحمہ اللہ کا قول تو اس باب میں اور بھی زیادہ شدت رکھتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر خوارج کی بیخ کنی کے لیے غیر مسلم طاقتوں سے مدد لینا ناگزیر ہو جائے تو شریعت ایسی مدد لینے سے بھی منع نہیں کرتی، کیونکہ ان کی سرکوبی مسلمانوں کے تحفظ اور دین کے استحکام کے لیے ناگزیر ہو چکی ہوتی ہے۔ ان تمام دلائل و آراء سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خوارج کا فتنہ محض فکری انحراف نہیں، بلکہ ایک عملی و مسلح بغاوت ہے جس کے اثرات امتِ مسلمہ کے امن، اتحاد اور دینی تشخص پر مہلک ہوتے ہیں۔ اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے ان کے ساتھ سختی کا رویہ اپنایا ہے۔ خوارج کے لیے یا تو مرتدین کا حکم جاری ہوتا ہے یا باغیوں کا، لیکن دونوں ہی صورتوں میں ان کے ساتھ قتال کو شرعی و عقلی بنیادوں پر جائز قرار دیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر میں جب کہ بعض گروہ اسی فکرِ خارجی کو نئے نعروں اور ظاہری دینداری کے پردے میں پھیلا رہے ہیں، ان پر یہی شرعی حکم نافذ ہوگا۔ بلکہ امام سرخسی رحمہ اللہ کے قول کی روشنی میں اگر ایسی فتنہ پرور جماعتوں کو مٹانے کے لیے غیر مسلم اقوام سے مدد لینا پڑے، تو بھی دریغ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ دین کی حفاظت اور امت کا اتحاد اس سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 20, 2025

مصادر و مراجع

- Tahawi, Ahmad Bin Muhammad Bin Salama,Abu Jafar,Al-Aqeedat-ul-Tahawiya, Makataba Rehmania, Lahore
- Ibn-e-Abi-e-Izz, Muhammad Bin Alao Din,Sharah ul Al-Aqeedat-ul-Tahawiya, Al-Maktabul Islami,Beroot
- Taftaani, Masood Ahmad, Sharah ul Aqaid e Nasfia,Maktaba Rehmania ,Lahore
- Nawavi,Yahya Bin Sharaf,Sharah ul Nawavi,Dar e Ihya Turas Al-Arabi, Beroot
- Ibn e Temia, Ahmad bn Abdul Haleem, Majmoo ul Fatawa,Makka Mukarma
- Asqalaani, Ibn e Hajar, Fatah ul Baari, Dar ul Kutub Ilmia , Beroot
- Ibn ul Bazzaz,Muhammad Bin Muhammad ,Al-Fatawa Al- Bazzazia,Dar ul Marifat , Beroot
- Mulla Ali Qari,Mirqaat ul Mafateeh,Makataba Imdadia, Multan
- Numan Bin Sabit, Al-Fiqh ul Absat,Dar ul Kutub Ilmia, Beroot
- Sarkhsi, Shamsh ul Din, Kitab ul Mabsoot,Dar ul Marifat, Beroot
- Ibn e Qudama,Al-Mughni,Dar ul Fikr, Beroot

CC BY